سلسلہ خطبہ 51
خُطبۂ جُمُعۃ المُبارک
خطب رائٹر
ابوضیاء تنزیل عابد
مُدرس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا
عُنوان:
امانتداری
ایک عظیم وصف
زیرِ اہتمام
شعبہ تبلیغ
جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امانتداری: ایک عظیم وصف

اہم عناصر:

- امانتداری کی اہمیت وفضیلت
- امانتداری انبیاء کا وصف ہے
- امانت کی اقسام
- خیانت کی مذمت
- امانتداری کا صلہ

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا [النساء:58]

ذی وقار سامعین!

اسلام ایک جامع دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ نہ صرف عبادات، بلکہ اخلاقیات، معاشرت، معیشت، اور قانون سازی کے اصول بھی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کا بنیادی مقصد انسانیت کی بھلائی، عدل و انصاف، اور صلح و محبت کا فروغ ہے۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ کی تعلیمات انسان کو اپنی زندگی میں صحیح راہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ یہ دین انسان کو نہ صرف اپنے رب کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے حقوق، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، اور معاشرتی ذمہ داریوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔

ان ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری "امانتداری" ہے، امانت داری ایک ایسی صفت ہے جو انسان کی شخصیت کی بنیاد بناتی ہے۔ یہ نہ صرف اخلاقی حیثیت رکھتی ہے بلکہ

معاشرتی زندگی میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ امانت داری کا مطلب ہے کہ انسان اپنے وعدوں، ذمہ داریوں اور دوسروں کی چیزوں کا خیال رکھے، اور ان کے ساتھ دیانتداری سے پیش آئے۔ امانت داری انسان کو ایک معزز اور قابل اعتماد فرد بناتی ہے، جو کہ نہ صرف اپنی ذات بلکہ اپنے معاشرے کے لئے بھی فائدہ مند ہوتی ہے۔

دنیا میں جہاں بے ایمانی اور دھوکہ دہی بڑھتی جا رہی ہے، وہاں امانت داری کا دامن تھامے رکھنا ایک چیلنج بن چکا ہے۔ لیکن امانت دار لوگ ہمیشہ اپنی سچائی اور ایمانداری کی بنیاد پر کامیاب ہوتے ہیں۔

امام راغب الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أمن: أصل الأَمْن: طَمَأنِينَةُ النّفسِ وَزَوَالُ الخَوفِ، والأَمْنُ والأَمَانَةُ والأَمَانُ في الأصلِ مَصَادِرُ، وَيُجعَلُ الأَمَانُ تَارَةً اِسمًا لِلحَالَةِ الّتِي يَكُونُ عَلَيهَا الإِنسَانُ فِي الأَمنِ، وتَارَةً اسمًا لِمَا يُؤَمّنُ عَلَيهِ الإِنسانُ

"امانت" کا لفظ ہی "امن" سے ہے، اور امن کے معنی نفس کے مطمئن ہونے کے ہیں، اور امین بھی امانت کی ادائیگی میں ہی اطمینان پاتا ہے، اور امین بھی وہی ہوتا ہے جس کے بارے میں دل مطمئن ہو کہ یہ خیانت نہیں کرے گا۔ "امن، امانت اور امان یہ سب اصل میں مصدر ہیں۔ اور "امان" کے معنی کبھی حالت امن کے ہیں اور کبھی اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔ [المفردات فی غریب القرآن: ص90]

آج کے خطبہ جمعہ میں ہم امانت داری کے حوالے سے چند اہم باتیں سمجھیں گے۔

امانتداری کی اہمیت و فضیلت

❁ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا

"بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔"[النساء:58]

❁ امانت ہی وہ وصف ہے جس کی بنا پر انسان شریعت کا مکلف اور ذمہ دار ٹھہرا ہے، اگر اس میں امانت والا وصف نہ ہوتا تو یہ شریعت کا وزن نہ اٹھا سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

"بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا، بلاشبہ وہ ہمیشہ سے بہت ظالم، بہت جاہل ہے۔"[الاحزاب 72]

اسی لئے آقا علیہ السلام نے ادائے امانت کا حکم دیا ہے۔

❁ سیدنا أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ.

"جو تمہارے پاس امانت رکھے اسے اس کی امانت پوری کی پوری لوٹا دو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔"[ابوداوٗد:3534 صححہ الالبانی]

❁ سیدنا أبو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ

"امانت دار خزانچی جو حکم کے مطابق دلی خوشی سے ٹھیک ادائیگی کرتا ہے وہ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔[صحیح بخاری:2260]

❁ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن شریف سے۔ پھر

حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہوئے گی اور اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے، پر اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے۔ کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہو گا۔" (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گذارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا۔ اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت ہی نہیں کرتا۔ [صحیح بخاری:6497]

❁ حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ.

"مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب تم بات کرو تو سچ بولو، جب تم وعدہ کرو تو وفا کرو، جب امین بنایا جائے تو اسے ادا کرو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، آنکھیں نیچی رکھو اور ہاتھوں کو روکے رکھو، کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔" [مسند احمد:22757 حسن لغیرہ]

امانتداری انبیاء کا وصف ہے

امانت داری انبیاء کرام کی ایک نمایاں خصوصیت ہے، چند انبیاء کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے:

حضرت یوسف علیہ السلام:

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بادشاہ نے کہا تھا:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ

"اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے لیے خاص کر لوں، پھر جب اس نے اس سے بات کی تو کہا بلاشبہ تو آج ہمارے ہاں صاحب اقتدار، امانتدار ہے۔"[یوسف:54]

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لڑکیوں نے کہا تھا:

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ

"دونوں میں سے ایک نے کہا اے میرے باپ! اسے اجرت پر رکھ لے، کیونکہ سب سے بہتر شخص جسے تو اجرت پر رکھے طاقتور، امانت دار ہی ہے۔"[القصص:26]

حضرت ھود علیہ السلام:

حضرت ھود علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں:

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ

"میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمھارے لیے ایک امانت دار، خیر خواہ ہوں۔"[الأعراف:68]

آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم:

❁ ہرقل کے دربار میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہرقل کا مکالمہ ہوا، ہرقل نے پوچھا کہ وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی دعوت دیتے ہیں، تو سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ لاَ نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالعَفَافِ، وَالوَفَاءِ بِالعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ

”وہ اس کا حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں، ہمیں ان بتوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے، نماز، صدقہ، پاک بازی و مروت، وفاء عہد اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔“[صحیح بخاری: 2941]

❁ حضور اکرم ﷺ کے پاس صحابہ کرام حتیٰ کہ کفارِ مکہ بھی اپنی امانتیں رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ کی امانت داری کو دیکھ کر نبوت سے قبل ہی آپ کو امین کے لقب سے نوازا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کے پاس لوگوں کی جو امانتیں رکھی ہوئی تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانت دہندوں تک پہنچانے کی ذمہ داری عطا فرمائی اور مدینہ منورہ کے لیے ہجرت فرما گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بستر پر ہی سوئے، تاکہ صبح آپ ﷺ کی نیابت میں ساری امانتیں لوگوں کو واپس کردیں اور کسی شخص کو یہ شبہ بھی نہ ہو کہ نعوذ باللہ حضور اکرم ﷺ امانتیں لے کر چلے گئے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تین دن اور تین راتیں مکہ میں ٹھہرے اور لوگوں کی امانتیں واپس کرکے مدینہ تشریف لے گئے۔[السنن الکبریٰ للبیھقی: 12698 حسنہ الالبانی]

❁ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا اور آپ نے وہ چار نو مسلم سرداروں کی دل جوئی کے لیے ان میں تقسیم کردیا تو بعض لوگوں نے اسے شک کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر اعتراض کیا۔ آپ ﷺ نے قطعی دلیل کے ذریعے سے لوگوں کو لاجواب کردیا اور عقل و دانش والوں سے ایک سوال کرتے ہوئے فرمایا:

أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً

”کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے، حالانکہ میں آسمان والے رب کا امین ہوں۔ صبح و شام میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں۔“[صحیح بخاری:4351]

امانت کی اقسام

1۔ شریعت پر عمل کرنا امانت ہے:

ہر مسلمان کو چاہئے کہ شریعت پر عمل کرے، کیونکہ یہ امانت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو، جبکہ تم جانتے ہو۔“[الانفال:27]

اس آیت کے تحت فضیلۃ الشیخ مولانا عبد السلام بھٹوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”امانتوں میں خیانت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس سے وہ تمام ذمہ داریاں اور عہد معاہدے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ یا بندوں سے کیے گئے ہوں۔ صلح، جنگ اور نکاح وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں، ایک دوسرے کے ذاتی راز اور فوجی راز بھی امانت ہیں۔“

2۔ عہدہ امانت ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ

”اور وہی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔“[المؤمنون:8]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا

"ابوذر! تم کمزور ہو، اور یہ (امارت) امانت ہے اور قیامت کے دن یہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث ہوگی، مگر وہ شخص جس نے اسے حق کے مطابق قبول کیا اور اس میں جو ذمہ داری اس پر عائد ہوئی تھی اسے (اچھی طرح) ادا کیا۔ (وہ شرمندگی اور رسوائی سے مستثنیٰ ہوگا)
[صحیح مسلم:4719]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِذَا أُسْنِدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

"جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا یا رسول اللہ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ فرمایا جب کام نااہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔" [صحیح بخاری:6496]

3۔ مجلس کی بات امانت ہے:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ

"جب کوئی آدمی تم سے کوئی بات بیان کرے پھر (اسے راز میں رکھنے کے لیے) دائیں بائیں مڑ کر دیکھے تو وہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔" [ترمذی:1959 صححہ الالبانی]

4۔ مشورہ امانت ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ.

"جس سے مشورہ طلب کیا جائے اسے امانت دار ہونا چاہیئے۔" [ابوداؤد:5128 صححہ الالبانی]

خیانت کی مذمت

باہمی معاملات اور لین دین میں امانت داری کا مظاہرہ کرنا اور دیانت داری کا دامن تھامے رکھنا شریعت اسلام کی اہم ترین تعلیمات میں سے ہے۔ امانت داری صرف اخلاقیات ہی نہیں، بلکہ ایمانیات کا بھی حصہ ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ: "لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ."

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم ہمیں کوئی خطبہ ایسا دیا ہے جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس شخص کا ایمان نہیں جس کے پاس امانت داری نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جس کے پاس وعدہ کی پاسداری نہ ہو۔" [مسند احمد: 12567 حسن]

یعنی اگر کوئی شخص کسی معاملے میں کسی پر بھروسہ کرے اور جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے ایمان میں ابھی نقص ہے اور وہ درجہ کمال تک نہیں پہنچا۔ قرآن و حدیث میں خیانت کی بہت زیادہ مذمت بیان ہوئی ہے:

❁ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ

"بے شک اللہ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔" [الانفال: 58]

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، بیشک یہ بہت بری ہم خواب ہے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے، بیشک پوشیدہ خصلتوں میں سے یہ بہت بری خصلت ہے۔" [ابوداؤد:1547 حسنہ الالبانی]

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتُمِنَ خَانَ

"منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔" [صحیح بخاری:33]

❁ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لاَ يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلاَّ جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ حَتَّى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ بھی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہوگی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ آواز نکل رہی ہوگی۔ اگر گائے کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آرہی ہوگی۔ اگر بکری کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں آئے گا کہ بکری کی آواز آرہی ہوگی۔ بس میں نے تم تک پہنچا دیا۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اتنی اوپر اٹھایا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگے۔" [صحیح بخاری:6636]

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی لڑائی کے لیے نکلے۔ اس لڑائی میں ہمیں سونا، چاندی غنیمت میں نہیں ملا تھا بلکہ دوسرے اموال، کپڑے

اور سامان ملا تھا۔ پھر بنی خبیب کے ایک شخص رفاعہ بن زید نامی نے نبی کریم ﷺ کو ایک غلام ہدیہ میں دیا غلام کا نام مدعم تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ وادی قریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور جب آپ وادی القریٰ میں پہنچ گئے تو مدعم کو جب کہ وہ نبی کریم ﷺ کا کجاوہ درست کر رہا تھا۔ ایک انجان تیر آکر لگا اور اس کی موت ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ جنت اسے مبارک ہو، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنْ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا

"ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ کمبل جو اس نے تقسیم سے پہلے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرا لیا تھا، وہ اس پر آگ کا انگارہ بن کر بھڑ رہا ہے۔"

جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص چپل کا تسمہ یا دو تسمے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

"یہ آگ کا تسمہ ہے یا دو تسمے آگ کے ہیں۔" [صحیح بخاری: 6707]

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک نبی (یوشع علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے کہا:

اَيَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا؟ وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلاَ أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلاَ أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلاَدَهَا

"میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو اور وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ پاٹ سکا ہو اور وہ شخص جس نے حاملہ بکری یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ جہاد میں نہ چلے۔"

پھر انہوں نے جہاد کیا' اور جب اس آبادی (اریحا) سے قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب وقت ہوا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تو بھی خدا کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لئے اسے اپنی جگہ پر روک دے۔ چنانچہ سورج رک گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے اموال غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لئے آئی لیکن جلا نہ سکی' اس نبی نے فرمایا:

إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ

"تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ اس لئے ہر قبیلہ کا ایک آدمی آکر میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔"

(جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا' کہ چوری تمہارے قبیلہ ہی والوں نے کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو تین آدمیوں کا ہاتھ اس طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا' تو آپ نے فرمایا کہ چوری تمہیں لوگوں نے کی ہے۔ (آخر چوری مان لی گئی) اور وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے چرالیا گیا تھا) اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا' تب آگ آئی اور اسے جلا گئی' پھر غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جائز قرار دے دی ' ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا۔ اسلئے ہمارے واسطے حلال قرار دے دی۔ [صحیح بخاری:3124]

امانتداری کا صلہ

اب ہم چند واقعات ذکر کریں گے، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امانتداری کا صلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی دیتے ہیں:

آزادی مل گئی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے باہر تھے، ساتھیوں نے کھانا تیار کیا دستر خوان پر لگایا، ہم کھانے لگے تو وہاں ایک چرواہا گزرا، اس نے سلام کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بھی کھانے کی دعوت دی، مگر اس نے کہا: کہ میرا روزہ ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما متعجب ہوئے کہ سخت گرمی میں روزہ اور ساتھ بکریاں بھی چرا رہے ہو، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم میں اپنے فراغت کے ایام کو غنیمت جانتا ہوں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا امتحان لینا چاہا، اس سے فرمایا اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں فروخت کر دو، ہم اس کا گوشت بھی تمہیں دیں گے، اس سے تم اپنا روزہ افطار کرلینا۔ اس نے کہا **اِنّها لَیسَت لِی غنم اِنّها غنم سیدی** یہ بکریاں میری نہیں بلکہ میرے سردار کی ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: امید ہے کہ ایک بکری کے گم ہو جانے کی تمہارا سردار کوئی پرواہ نہیں کرے گا، تو کہہ دینا: بکری بھیڑیا لے گیا تھا، اس نے کہا **فَأَیْنَ اللّٰہ** پھر اللہ کہاں ہے؟ وہ بلند آواز سے یہ کہتا اور آسمان کی طرف اشارہ کرتا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب واپس مدینہ طیبہ آئے، اس چرواہے کے مالک کو ملے، اس سے اسے مع بکریوں کے خرید کر آزاد کر دیا اور بکریاں اس کو ہبہ کر دیں۔ [شعب الایمان للبیھقی:5291]

اس نوجوان نے مالک کی بکریوں کو امانت سمجھا، بہترین آفر کے باوجود خیانت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے آزادی جیسی نعمت بھی دے دی اور بکریوں کا ریوڑ بھی عطا کر دیا۔

یہ سونا ان دونوں پر خرچ کر دو:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ

مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا

"ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا اور مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا لیکن پہلے مالک نے کہا کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہوں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو سونا انہیں پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔" [صحیح بخاری:3472]

زمین خریدنے والے نے اس سونے کے گھڑے کو زمین والے کی امانت سمجھا، اس میں خیانت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے بہترین صلے سے نوازا۔

ہار کے مالک بن گئے:

قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔ ایک دن مجھے سخت بھوک لگی، مجھے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے اپنی شدید بھوک مٹا سکوں۔ اس دوران مجھے ریشم کی ایک تھیلی گری ہوئی ملی۔ اس کا منہ بھی ریشمی دھاگے سے سلا ہوا تھا۔ میں نے تھیلی لی اور سیدھا اپنے گھر آیا۔ جب تھیلی کھولی تو اس کے اندر موتیوں کا ایک نہایت خوبصورت ہار تھا۔ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا خوبصورت ہار نہیں دیکھا تھا۔ تھیلی کو گھر میں رکھا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی پانچ سو دینار ہاتھوں میں لیے

اعلان کر رہا تھا: میری ریشمی تھیلی گم ہو گئی ہے جس میں موتیوں کا ہار ہے، جو شخص اسے واپس دے گا، یہ پانچ سو دینار اسے بطور انعام دوں گا۔ میں نے اس کا اعلان سن کر دل میں کہا؛

میں اسکا ضرورت مند ہوں، فاقہ کشی ہے، مگر یہ ہار میرا نہیں ہے۔ نہ ہی اس پر میرا کوئی حق ہے۔ مجھے ہر حالت میں اسے واپس کر دینا چاہیے۔ اچانک دل میں خیال آیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے؛"جس نے اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑی اللہ تعالی اس کو اس سے بہتر عطا فرمائیں گے۔"[مسند احمد:21996 صحہ الالبانی]

اس حدیث کو یاد کرنے کے بعد میں نے اپنے عزم کو اور پختہ کیا اور گھر جا کر وہ تھیلی لایا۔ بوڑھے نے مجھے تھیلی کی علامت، اس کے پھندنے کی علامت اور تھیلی میں موجود ہار میں موتیوں کی لڑیوں کی تعداد بتادی، نیز جس دھاگے سے تھیلی بندھی ہوئی تھی، اسکی علامت بھی بتادی۔ میں نے تھیلی بوڑھے کے سپرد کر دی۔ بوڑھے نے اپنی تھیلی پا کر مجھے پانچ سو دینار دینے کی کوشش کی لیکن میں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا: اس تھیلی کو اس کے حق تک پہنچانا مجھ پر واجب تھا، اس لئے میں اسکا بدلہ نہیں لے سکتا۔ بوڑھے نے کہا: نہیں، تمہیں یہ ضرور لینا ہوگا۔ پھر اس نے بار بار اصرار کیا لیکن میں نے جب لینے سے انکار کر دیا تو وہ مجھے چھوڑ کر چلتا بنا۔

میرے پاس کوئی بھی ذریعہ معاش نہیں تھا جس سے میں اپنی زندگی گزارتا، میں نے ذریعہ معاش کی تلاش میں مکہ مکرمہ سے رخصت سفر باندھا اور سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے میری کشتی ٹوٹ گئی اور لوگ غرقاب ہو گئے۔ کشتی میں جو کچھ سازوسامان تھا، وہ سب سمندر کی نذر ہو گیا۔ اتفاق سے کشتی کا ایک تختہ میرے ہاتھ لگ گیا، میں اس پر بیٹھ گیا، نہ جانے کب تک سمندر کے تھپیڑوں سے دوچار ہوتا رہا، مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جارہا ہوں اور میری منزل کدھر ہے؟ سمندر کے تھپیڑوں نے مجھے ایک ایسے جزیرہ میں لاڈالا جہاں کچھ لوگ

آباد تھے۔ میں جزیرے کے اندر داخل ہوا اور وہاں ایک مسجد میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ جزیرے کے لوگوں نے میری قرات سنی تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے: ہمیں اور ہمارے بچوں کو بھی قرآن پڑھنا سکھلاو۔ چنانچہ میں ان لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے لگا۔ انہوں نے میری کافی خاطر مدارات کی۔

ایک دن میری نگاہ مسجد کے اندر قرآن کریم کے چند اوراق پر پڑی، تو میں انہیں لے کر لکھنے لگ گیا: لوگوں نے پوچھا: کیا تمھیں اچھی طرح لکھنا بھی آتا ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی: ہمارے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاو۔ اور میں نے انہیں لکھنے پڑھنے کی تعلیم دینے لگا۔ اسکی وجہ سے مجھے بہت ساماں بھی حاصل ہو گیا، اور گاؤں میں میری خاص اہمیت بھی ہو گئی۔ چند دنوں کے بعد ان لوگوں نے مجھ سے کہا: ہمارے ہاں ایک یتیم لڑکی ہے، نیک سیرت اور خوبصورت ہے۔ اسکے پاس ورثے میں کچھ دولت بھی آئی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس سے تمھاری شادی کر دیں۔ لیکن میں نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا: نہیں نہیں! ہم تمھاری شادی کر کے چھوڑیں گے، پھر انہوں نے مجبور کر دیا۔ میں نے کچھ پس و پیش کے بعد ہاں کر دی۔

شادی کے بعد جب بیوی سامنے آئی تو میں نے دیکھا کہ بلکل وہی موتیوں کا ہار اسکے گلے کی زینت بنا ہوا ہے جس کو میں نے مکہ مکرمہ میں پایا تھا۔ میں ٹکٹکی باندھ کر ہار کی جانب دیکھنے لگا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا: بھائی! تم اس یتیم لڑکی کی طرف سے نگاہ پھیر کر اسکے ہار کی طرف دیکھ رہے ہو، تم نے تو اس یتیم کا دل توڑ دیا! میں نے ان لوگوں کو اس ہار کا قصہ تفصیل سے بتایا۔

ان لوگوں نے میری بات سن کر بلند آواز سے "لا آلہ اللہ و اللہ و اکبر"

کا نعرہ لگایا۔ میں نے پوچھا: بات کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ بوڑھا شخص جس کا ہار تمہیں ملا تھا، اسی یتیم لڑکی کا باپ تھا۔ وہ بسا اوقات کہا کرتا تھا۔ میں نے پوری دنیا میں صرف ایک ہی

کامل مسلمان دیکھا ہے اور وہی ہے، جس نے موتیوں کا ہار پا کر میرے حوالے کر دیا۔ نیز وہ برابر اپنی دعا میں کہا کرتا تھا: اے اللہ !!! مجھے اور اس آدمی کو ایک ساتھ اکٹھا کر دے تا کہ میں اپنی صاحبزادی کی اس سے شادی کر دوں۔ اور اب یقینا اللہ تعالی نے اس کی مراد پوری کر دی اور تم خود بخود یہاں آن پہنچے۔

قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: پھر میں اس لڑکی کے ساتھ جواب اب میری بیوی تھی ایک زمانے تک زندگی کا سفر طے کیا۔۔۔اس سے دو بچے پیدا ہوئے پھر اس نیک وصالح بیوی کی وفات ہو گئی وہ ہار مجھے اور بچوں کو وراثت میں ملا پھر کچھ دنوں بعد میرے یہ دونوں بیٹے بھی باری باری اللہ کو پیارے ہو گئے اور یہ ہار میری وراثت میں آ گیا۔ میں نے بعد میں یہ ہار ایک لاکھ دینات میں فروخت کر دیا، یہ جو دولت تم میرے پاس دیکھ رہے ہو یہ اسی ہار کی بدولت ہے۔

[کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ لابن رجب الحنبلی جلد 3 صفحہ 196]

معزز سامعین:

اس واقعہ سے ہمیں کئی باتیں سمجھ جاتی ہیں، ہمارے موضوع کے متعلقہ بات یہ ہے کہ قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ضرورت کے باوجود جس چیز کو امانت سمجھ کر واپس کر دیا تھا، اللہ نے وہی انکو واپس دلا دی۔

میں نے کبھی اس کا پھل چکھا ہی نہیں:

علامہ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نقل کیا ہے، کہ شام میں وہ ایک باغ کی حفاظت پر مامور تھے، ایک روز ان سے کہا گیا: کہ انار لائیں، تو آپ انار لے آئے، مگر وہ ترش نکلے، ان سے کہا گیا: کہ آپ ہمارے باغ کا پھل کھاتے ہیں، مگر تاحال آپ کو یہ معلوم نہیں کہ میٹھے انار کا درخت کونسا ہے اور ترش کا کونسا، امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

واللّٰہ مَا ذُقتُھا

"اللہ کی قسم میں نے انہیں نہیں چکھا۔"[سیر اعلام النبلاء: 7/396]

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ہمارے خطباتِ جُمعہ اور دروس حاصِل کرنے لیے رابطہ کریں۔

کال / واٹس ایپ

0301-1263168

0306-9230439

0300-8282509